من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فإن لم يستطع فبلسانه
فإن لم يستطع فبقلبه وذلك أضعف الإيمان (مسلم)

منکراتِ محرّم

وعظ

فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

ناشر

الرشید

نام کتاب ⇐ منکرات محرم

وعظ ⇐ فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

تاریخ طبع ⇐ صفر ۱۴۲۱ ہجری

تعداد ⇐ ۲۲۰۰

مطبع ⇐ قریشی آرٹ پریس۔ فون:- ۶۶۸۶۰۸۴

ناشر ⇐ الرشید



ملنے کا پتہ

کتاب گھر السادات سینٹر بالمقابل دار الافتاء والارشاد

ناظم آباد۔ کراچی

فون نمبر.....۶۶۸۳۳۰۱ فیکس نمبر.....۶۶۳۳۶۶۶ - ۰۲۱

فہرست مضامین



بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وعظ

منکراتِ محرم

(محرم ۱۳۹۶ھ)

الحمدللّٰہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیأت اعمالنا، من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ ونشھدان محمدًا عبدہ ورسولہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وعلی اٰلہ وصحبہ اجمعین۔

امابعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم،

کنتم خیرامۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللّٰہ۔ (۳۔ ۱۱۰)

آج کی مجلس میں ماہ محرم سے متعلق اہم باتیں ذکر کی جاتی ہیں۔ جن میں سے

نمبر اول کے سوا باقی سب منکرات اور بدعات ہیں۔

❶ روزہ رکھنا:

سب سے پہلے روزہ کا بیان کرتا ہوں، اس لئے کہ جو چیز سنت ہے اسے پہلے ہی بیان کرنا چاہئے، اگرچہ لذیذ دوسری چیزیں ہیں۔ شیطان کے بندوں کو شیطان کی عبادت میں لذت زیادہ آتی ہے۔ مگر اللہ والوں کو اللہ کی عبادت میں اس سے کہیں زیادہ لطف اور مزا آتا ہے اور بعض لوگ دونوں کو جمع کرنا چاہتے ہیں گویا یوں سمجھتے ہیں ؎

حج بھی کعبہ کا کیا اور گنگا کا اشنان بھی
خوش رہے رحمن بھی راضی رہے شیطان بھی

مگر یہ ان کی غلط فہمی ہے، دونوں کو راضی کرنے سے شیطان تو راضی ہوگا مگر رحمن راضی نہ ہوگا، وہ تو جب راضی ہوگا کہ آپ لا الہ الا اللہ کہہ کر اس کے مقتضیات پر عمل کریں اور کسی کو اس کی عبادت میں شریک نہ کریں اور شیطان اللہ کی عبادت چھڑانا نہیں چاہتا وہ تو صرف اتنا چاہتا ہے کہ کچھ اس کی بھی عبادت کی جائے۔

بہرحال ان دنوں میں سنت سے ثابت تو صرف ایک عبادت ہے اور وہ روزہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دسویں محرم کا روزہ رکھنا اتنا بڑا ثواب ہے کہ اس سے گزشتہ ایک سال کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، حضرات محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صغائر گناہ مراد ہیں; کبائر کے لئے توبہ ضروری ہے۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان دنوں میں یہودی بھی روزہ رکھتے ہیں; تو فرمایا کہ اگر میں آیندہ سال زندہ رہا تو ایک روزہ اور ملالوں گا، اس لئے دسویں کے ساتھ ایک روزہ اور ملا لینا چاہیے نویں یا گیارہویں۔

۲ محرم کی حقیقت:

اصلاح منکرات میں بات یہاں سے چلتی ہے کہ یہ مہینہ محترم و معظم ہے یا منحوس ہے؟

شیعہ لوگ اس کو منحوس سمجھتے ہیں، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ان کے نزدیک شہادت بہت بری اور منحوس چیز ہے، اور چونکہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اس میں ہوئی ہے، اس لئے وہ اس میں کوئی تقریب اور خوشی کا کام شادی، نکاح وغیرہ نہیں کرتے۔

اس کے برعکس مسلمانوں کے یہاں یہ مہینہ محترم، معظم اور فضیلت والا ہے۔ محرم کے معنی ہی محترم، معظم اور مقدس کے ہیں۔

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس مہینہ کو اس لئے فضیلت ملی کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اس میں ہوئی، یہ غلط ہے، اس مہینے کی فضیلت اسلام سے بھی بہت پہلے سے ہے۔ بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ فرعون سے اس دن میں نجات ہوئی۔ اس نعمت پر اداء شکر کے طور پر اس دن کے روزے کا حکم ہوا، اور بھی بہت سی فضیلت کی چیزیں اس میں ہوئی ہیں، البتہ یوں کہیں گے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت میں زیادہ فضیلت اس لئے ہوئی کہ ایسے فضیلت والے ماہ میں واقع ہوئی۔ جب یہ ثابت ہوا کہ یہ مہینہ اور دن افضل ہے تو اس میں نیک کام بہت زیادہ کرنے چاہئیں، نکاح وغیرہ خوشی کی تقریبات بھی اس میں زیادہ کرنی چاہئیں، اس میں شادی کرنے سے برکت ہوگی۔ لیکن ہے یہ بڑی بات، اس لئے کہ بہت دنوں سے یہ غلط باتیں کوٹ کوٹ کر دل میں بھری ہوئی ہیں۔ سو سال کا رام بھرا ہوا جلدی سے نہیں نکلتا وہ نکلتے نکلتے ہی نکلتا ہے۔

۳ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت:

شہادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حادثہ اگرچہ انتہائی المناک ہے، مگر شیعہ ذہنیت نے اسے حد سے زیادہ بڑھا دیا ہے، عام مسلمانوں کے اذہان میں یہ غلط بات جما دی گئی ہے کہ دنیا میں شہادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا اور کوئی سانحہ فاجعہ واقع نہیں ہوا، حالانکہ اس سے بدرجہا زیادہ مظلومیت کے، بے شمار اندوہناک واقعات ہیں۔ مثال کے طور پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت دیکھئے، مدافعت پر پوری قدرت کے باوجود ظلم عظیم پر کس قدر صبر واستقامت کے ساتھ جان دے دیتے ہیں، کیا اس کی نظیر کہیں دنیا میں ملتی ہے؟ مگر مسلمان اس خلیفہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی بڑی مظلومیت سے اس قدر بے خبر ہے کہ گویا یہ فرش وعرش کو لرزا دینے والا سانحہ واقع ہی نہیں ہوا، کیا آپ نے کبھی کسی زبان کو اس مظلومیت کی داستان بیان کرتے ہوئے، کسی کان کا اس طرف التفات، کسی قلم کو یہ جان فگار حادثہ لکھتے ہوئے، اوراق تاریخ میں اس کی تفصیل دیکھنے کے لئے کسی نگاہ کی توجہ، اس مظلومیت پر کسی دل میں احساس درد اور کسی آنکھ کو کبھی اشک بار دیکھا ہے، اس سے بھی بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقدام مبارکہ کا لہو لہان ہونا، دانت مبارک کا شہید ہونا، چہرۂ انور کا زخمی ہونا اور اس سے نہ رکنے والا خون جاری ہونا، انگلی سے خون بہنا اور بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام کا شہید ہونا ہے، دنیا بھر کے اولیاء اللہ کا خون نبی کے ایک قطرۂ خون کے برابر نہیں، مگر یہاں تو زبان، کان، قلم، نگاہ، دل اور آنکھ سب ایک ہی کرشمہ میں مست ہیں، نہ کسی دوسرے صحابی کی شہادت کسی شمار میں، نہ کسی نبی کی، غور کیجئے کہ یہ شیعیت کا زہر نہیں تو اور کیا ہے؟

④ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو امام کہنے کی کیا حیثیت ہے:

"امام" کا لفظ اہل حق کے ہاں بھی استعمال ہوتا ہے اور شیعہ کے ہاں بھی۔ اہل حق کے ہاں اس کے معنی پیشوا، رہبر اور مقتدا کے ہیں، اور اہل تشیع کے ہاں امام عالم الغیب اور معصوم ہوتے ہیں، ان کے ہاں امام کا درجہ نبیوں سے بھی بڑا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس لفظ کے استعمال کرنے میں ہم تو وہی معنی ملحوظ رکھتے ہیں جو اہل حق کے ہاں ہیں۔ اس اعتبار سے تمام صحابہ، تابعین، اولیاء اللہ اور علماء امام ہیں۔ اس لئے امام ابوبکر، امام عمر، امام عثمان، امام علی، امام ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہنا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: النجوم امنۃ للسماء واصحابی امنۃ لامتی۔ میرے سب صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، سب کے سب امام ہیں جس کی چاہو اقتداء کرلو، ہر ستارے میں روشنی ہے جس سے چاہو روشنی حاصل کرلو، تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو امام بنایا۔ اس معنی سے سارے صحابہ اور سب تابعین اور تمام علماء کرام بھی امام ہیں۔

سوچنے کی بات ہے کہ لوگ امام ابوبکر نہیں کہتے، امام عمر نہیں کہتے، امام حسن اور امام حسین کہتے ہیں، معلوم ہوا کہ یہ اثر مسلمانوں میں کہیں غیر سے آیا ہے، یہ تشیع کا اثر مسلمانوں میں سرایت کرگیا ہے۔ اگر اہل حق علماء میں سے کسی نے ان حضرات کو امام کہہ دیا ہے تو انہوں نے اس کے صحیح معنی میں امام کہا ہے مگر اس سے مغالطہ ضرور ہوتا ہے اس لئے اس سے احتراز ضروری ہے۔ حضرت مہدی کو امام مہدی علیہ السلام کہنا بھی تشیع کا اثر ہے۔

⑤ علیہ السلام کا اطلاق:

ایسے ہی ان کے لئے علیہ السلام بھی وہی لوگ کہتے ہیں جو انہیں انبیاء علیہم السلام کا درجہ دیتے ہیں، اس سے بھی احتراز لازم ہے۔ جس طرح دوسرے صحابہ

کرام کے ساتھ عزت واحترام کا معاملہ کیا جاتا ہے وہی معاملہ ان حضرات کے ساتھ بھی رکھنا چاہیئے جس طرح حضرت ابوبکر، حضرت عمر ودیگر صحابہ کے ناموں کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دعائیہ کلمات لکھے اور کہے جاتے ہیں ایسے ہی دعائیہ کلمات حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھی لکھے اور کہے جائیں۔

❻ مسلمانوں کے ناموں میں اہل تشیع کا اثر:

مسلمانوں کے ناموں میں بھی اہل تشیع کا اثر پایا جاتا ہے، مثلاً اصل نام کے ساتھ جس طرح محض تبرک کے لئے محمد اور احمد ملانے کا دستور ہے اسی طرح علی، حسن، حسین ملایا جاتا ہے۔ صدیق، فاروق، عثمان اور کسی صحابی کا نام بطور تبرک اصل نام کے ساتھ ملانے کا دستور نہیں۔ نسبت غلامی بھی علی، حسن، حسین کی طرف تو کی جاتی ہے مگر اور کسی صحابی کو گوارا نہیں کیا جاتا۔ عورتوں میں کنیز فاطمہ کا نام تو پایا جاتا ہے مگر خدیجہ، عائشہ و دیگر ازواج مطہرات اور صاحبزادیوں رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی کنیز کہیں سنائی نہیں دیتی۔ اس سے بھی بڑھ کر الطاف حسین، فضل حسین اور فیض الحسن جیسے شرکیہ نام بھی مسلمانوں میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔

❼ محرم میں ایصال ثواب کے لئے کھانا پکانا:

محرم کے مہینے میں بالخصوص نویں، دسویں اور گیارہویں تاریخ میں کھانا پکا کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح کو ایصال ثواب کرتے ہیں، یہ طریقہ غلط ہے، ایصال ثواب کا سب سے افضل طریقہ یہ ہے کہ اپنی وسعت کے مطابق نقد رقم کسی کار خیر میں لگادیں یا کسی مسکین کو دے دیں۔ یہ طریقہ اس لئے افضل ہے کہ اس سے مسکین ہر حاجت پوری کرسکے گا اور اگر آج اسے کوئی ضرورت نہیں تو کل کی ضرورت کے لئے رکھ سکتا ہے، نیز یہ صورت ریا اور نمود سے پاک ہے۔ حدیث میں مخفی صدقہ دینے والے کی یہ فضیلت وارد ہوئی ہے کہ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ

بروز قیامت اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ عطاء فرمائیں گے جبکہ اور کوئی سایہ نہیں ہوگا اور تمازت کے سبب لوگ پسینوں میں غرق ہو رہے ہوں گے۔ فضیلت کے لحاظ سے دوسرے درجے پر یہ صورت ہے کہ مسکین کی حاجت کے مطابق اسے صدقہ دیا جائے، یعنی اس کی ضرورت کو دیکھ کر اسے پورا کیا جائے۔ یہ ایصال ثواب کی صحیح صورتیں ہیں۔ اب مروجہ طریقے کی قباحتیں سنئے:

(۱) جن ارواح کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے اگر ان کو نفع ونقصان کا مالک سمجھا گیا ہے تو یہ شرک ہے اور ایسا کھانا ما اهل لغير الله به (۵-۳) میں داخل ہونے کی وجہ سے قطعی حرام ہے۔

(۲) عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جو چیز صدقے میں دی جاتی ہے میت کو بعینہٖ وہی ملتی ہے، یہ خیال بالکل باطل اور لغو ہے۔ میت کو وہ چیز نہیں پہنچتی بلکہ ثواب پہنچتا ہے۔ لن ينال الله لحومها ولا دماؤها ولكن يناله التقوى منكم (۲۲-۳۷) میں صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جانور کا گوشت پوست نہیں پہنچتا بلکہ ثواب پہنچتا ہے۔

(۳) ایصال ثواب میں اپنی طرف سے یہ قیود لگائی گئی ہیں، صدقے کی متعین صورت یعنی طعام، مہینہ متعین، دن متعین، حالانکہ شریعت نے ان چیزوں کی تعیین نہیں فرمائی، آپ جب چاہیں جو چاہیں صدقہ کرسکتے ہیں۔ شریعت کی دی ہوئی آزادی پر اپنی طرف سے پابندیاں لگانا سخت گناہ اور بدعت ہے بلکہ شریعت کا مقابلہ ہے۔

(۸) شہادت کے قصے سننا اور سنانا:

اس مہینے میں دیگر خرافات کے ساتھ ایک یہ بھی ہے کہ اس مہینے میں مجلسیں اور جلسے کیے جاتے ہیں جن میں شہادت کے قصے سنے اور سنائے جاتے ہیں، اس میں ایک گناہ تو یہ ہے کہ اہل باطل کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے جو شرعاً منع ہے۔ چنانچہ

جب دس محرم کے روزے کے بارے میں بارگاہ رسالت میں یہ عرض کیا گیا کہ اس میں یہود روزہ رکھتے ہیں تو فرمایا کہ ایک روزہ اور ملالو، نویں یا گیارہویں، عبادت میں بھی مشابہت کی اجازت نہ دی۔

ان مجالس میں دوسری قباحت یہ بھی ہے کہ شہادت کے قصے سن کر صدمہ اور بزدلی پیدا ہوتی ہے، اور مسلمانوں میں بزدلی کا پیدا ہونا اسلام کے تقاضوں کے خلاف ہے، اسلام تو یہ چاہتا ہے کہ مسلمانوں میں بلند ہمتی پیدا ہو، یہی وجہ ہے کہ قربانی میں یہ حکم ہے کہ جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کریں، ورنہ ذبح کے وقت موجود رہیں، اس میں بھی یہی حکمت ہے کہ مسلمانوں میں عالی ہمتی اور قوت قلب پیدا ہو۔ ظاہر ہے کہ جو شخص اپنی آنکھ سے بکرے کو ذبح ہوتا نہ دیکھ سکے وہ دشمن کو کب قتل کر سکے گا؟

اسلامی سال کی ابتداء کہاں سے ہو؟ سب کا اتفاق اس پر ہوا کہ ہجرت سے اسلامی سال کی ابتداء کی جائے۔ اس میں بھی یہی حکمت تھی کہ ہجرت کو سن کر مسلمانوں میں بلند ہمتی پیدا ہوگی اور دین کی خاطر محنت ومشقت برداشت کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا، اس کے برعکس میلاد سے ابتداء کرنے میں لہو ولعب میں اشتغال اور غفلت کا خطرہ تھا اور وفات سے شروع کرنے میں غم، صدمہ اور بزدلی پیدا ہوتی، جنگ بدر میں کفار کے ستر رئیس مارے گئے مگر مکہ میں جاکر دوسرے سرداروں نے اعلان کیا کہ خبردار! کوئی نہ روئے اور ماتم نہ کرے، چنانچہ اس پر عمل کیا گیا، یہ حکم اسی لئے دیا گیا تھا کہ بزدلی نہ پیدا ہو۔

نیز یہ رونے رلانے کے قصے جو ان مجلسوں میں سنائے جاتے ہیں اکثر غلط ہیں اس لئے ان کا سننا تو ویسے بھی ناجائز ہے۔ تاریخ پر اہل تشیع کا تسلط، ان تقیہ باز منافقین کا مسلمانوں میں گھس کر من گھڑت روایات کی اشاعت کرنا اور مسلمانوں کا آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر معمولی محبت وعقیدت کی وجہ سے مظلومیت کی ہر داستان کو صحیح باور کرلینا، یہ ایسے امور ہیں کہ ان کی وجہ سے قصہ شہادت کی

صحیح حقیقت کا انکشاف ناممکن ہے، حتی کہ بظاہر معتبر و مستند کتابوں میں مندرجہ تفاصیل بھی قابلِ اعتماد نہیں، اکثر روایات آپس میں تضاد اور عقل و اصول شرع کے خلاف ہونے کی وجہ سے یقیناً غلط ہیں، بلکہ نفس شہادت کے سوا اس کی تفصیل کا شاید ہی کوئی جزئیہ ایسا ہو جس کی صحت پر پورا اعتماد کیا جاسکے، جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے والوں نے اپنی اس شقاوت پر پردہ ڈالنے اور حقیقت کو مسخ کرنے کی غرض سے جھوٹی روایات وضع کرنے میں اپنی مخصوص مہارت سے پورا کام لیا ہے۔

۹ تعزیہ کا جلوس اور ماتم کی مجلس دیکھنا:

ان دنوں میں مسلمانوں کی کثیر تعداد ماتم کی مجلس اور تعزیہ کے جلوس کا نظارہ کرنے کے لئے جمع ہوجاتی ہے، اس میں کئی گناہ ہیں، ایک یہ کہ اس میں دشمنانِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دشمنانِ قرآن کے ساتھ تشبہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "من تشبہ بقوم فھو منھم" جس نے کسی قوم سے مشابہت کی وہ اسی میں شمار ہوگا۔

ہولی کے دنوں میں ایک بزرگ جارہے تھے انہوں نے مزاح کے طور پر ایک گدھے پر پان کی پیک ڈال کر فرمایا کہ تجھ پر کوئی رنگ نہیں پھینک رہا، لو تجھے میں رنگ دیتا ہوں، مرنے کے بعد اس پر گرفت ہوئی کہ تم ہولی کھیلتے تھے اور عذاب میں گرفتار ہوئے۔

دوسرا گناہ یہ ہے کہ اس سے ان دشمنانِ اسلام کی رونق بڑھتی ہے۔ دشمنوں کی رونق بڑھانا بہت بڑا گناہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "من کثر سواد قوم فھو منھم" جس نے کسی قوم کی رونق کو بڑھایا وہ انہی میں سے ہے۔

تیسرا گناہ یہ ہے کہ جس طرح کسی عبادت کو دیکھنا عبادت ہے اسی طرح گناہ کو دیکھنا بھی گناہ ہے۔ ایک بار کچھ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جہاد کی مشق کررہے تھے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کی عبادت کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اتنا اہتمام فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پردے کی غرض سے خود کھڑے ہوگئے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پردے میں کھڑے ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر سے دیکھتی رہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس عبادت کے نظارے سے سیر ہوکر جب خود ہٹیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہٹے۔ غرضیکہ عبادت کو دیکھنا بھی عبادت اور گناہ کو دیکھنا بھی گناہ۔

چوتھا گناہ یہ ہے کہ اس مقام پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہورہا ہوتا ہے ایسی غضب والی جگہ جانا بہت بڑا گناہ ہے۔ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا گزر ایسی بستیوں کے کھنڈرات پر ہوا جن پر عذاب آیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک پر چادر ڈال لی اور سواری کو بہت تیز چلا کر اس مقام سے جلدی سے گزر گئے، جب سید الاولین والآخرین، رحمۃ للعالمین، حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم غضب والی جگہ سے بچنے کا اتنا اہتمام فرماتے تھے تو عوام کا کیا حشر ہوگا۔ سوچنا چاہئے کہ اگر اللہ کے دشمنوں کے کرتوتوں سے اس وقت کوئی عذاب آگیا تو کیا صرف نظارہ کے لئے جمع ہونے والے مسلمان اس عذاب سے بچ جائیں گے؟ ہرگز نہیں، بلکہ عذاب آخرت میں بھی یہ لوگ ان کے ساتھ ہوں گے، اللہ تعالیٰ مستحق عذاب بنانے والی بد اعمالیوں سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔

یہ بھی خیال رہے کہ جس طرح مبارک دنوں میں عبادت کا زیادہ ثواب ہے اسی طرح معصیت پر زیادہ عذاب ہے۔

⑩ دسویں محرم کی چھٹی کرنا:

اس دن چھٹی کرنے میں کئی قباحتیں ہیں، ایک یہ کہ اس میں اہل تشیع کے

ساتھ تشبہ ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر ان کی تائید وتقویت ہے۔

دوسری قباحت یہ کہ اس دن شیعہ اپنے مذہب کے لئے بے پناہ مشقت اور سخت محنت کا مظاہرہ کرتے ہیں، اس کے برعکس مسلمان تمام دینی ودنیوی کاموں کی چھٹی کرکے اپنی بے کاری اور بے ہمتی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

تیسری قباحت یہ کہ چھٹی کی وجہ سے اکثر مسلمان تعزیہ کے جلوسوں اور ماتم کی مجلسوں میں چلے جاتے ہیں جس پر کئی گناہوں کا بیان اوپر نمبر۹ میں گزر چکا ہے۔

⓫ دس محرم میں اہل وعیال پر وسعت رزق:

حدیث ہے کہ اس روز جو اپنے اہل وعیال پر وسعت رزق کرے تو پورا سال وسعت رزق ہوگی، من وسع علی عیالہ یوم عاشوراء وسع اللّٰہ علیہ السنۃ کلھا مشہور محدثین نے اس کو غیر ثابت قرار دیا ہے، بفرض ثبوت اس سے اس لئے احتراز لازم ہے کہ لوگ اس کو ثواب سمجھتے ہیں، حالانکہ شریعت نے اس میں ثواب نہیں بنایا، اسے ثواب سمجھنے سے یہ کام بدعت بن جائے گا، کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار اگر کوئی کہے کہ میں تو یہ کام صرف وسعت رزق کے لئے کرتا ہوں میں اسے ثواب کی نیت سے نہیں کرتا، تو اس سے کہا جائے گا کہ آپ کے اس فعل سے ان لوگوں کی تائید ہوتی ہے جو ثواب کی نیت سے کرتے ہیں، ایسے وقت میں فقہ کے قاعدے کے مطابق اس کا ترک واجب ہے، چنانچہ حکم ہے: اذا تردد الحکم بین سنۃ وبدعۃ فترکہ واجب "جب معاملہ سنت اور بدعت میں دائر ہو تو ترک واجب ہے" اور یہاں تو معاملہ سنت وبدعت کا نہیں بلکہ جائز اور بدعت کا ہے یہاں تو بطریق اولی ترک واجب ہوگا۔

نیز وسعت رزق کے اور بھی تو کئی نسخے ہیں جن میں سب سے بڑا نسخہ گناہوں سے بچنا اور توبہ واستغفار ہے، یہ نسخۂ اکسیر قرآن وحدیث کی نصوص صریحہ سے ثابت ہے۔ اسے چھوڑ کر کھانے پینے والا نسخہ استعمال کیا جاتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ

میٹھا ہے اور وہ کڑوا۔ مگر یاد رکھئے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہوں کی زندگی سے توبہ کرکے اپنے مالک کو راضی نہیں کرتے کوئی نسخہ کارگر نہ ہوگا۔

کسی کو رات دن سرگرم فریاد و فغاں پایا
کسی کو فکر گوناگوں سے ہر دم سرگراں پایا
کسی کو ہم نے آسودہ نہ زیرِ آسماں پایا
بس اک مجذوب کو اس غمکدہ میں شادماں پایا
غموں سے بچنا ہو تو آپ کا دیوانہ ہوجائے

اللہ تعالیٰ سب کو دین کا صحیح فہم اور کامل اتباع کی نعمت عطاء فرمائیں۔

چونکہ مذکورہ منکرات میں اکثر کا تعلق محرم کے مہینے سے ہے اور عذاب بھی انہی پر زیادہ ہے، اس لئے اس مجموعہ کا نام تغلیباً "منکرات محرم" تجویز کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہر قسم کے گناہوں سے محفوظ رکھیں اور اپنی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واطاعت کی دولت سے نوازیں۔

وصل اللّٰھم وبارک وسلم علی عبدک ورسولک
محمدٍ وعلی آلہٖ وصحبہٖ اجمعین
والحمد للہ رب العٰلمین

